راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا

اُمِ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت

ایمان کی ادنیٰ شاخ

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

0321-4609092

نام کتاب ــــــــــ ایمان کی ادنیٰ شاخ

اہتمام ــــــــــ محمد عبد منیب

اشاعت اول ــــــــــ صفر ۱۴۲۶ھ

حالیہ اشاعت ــــــــــ ذی قعد ۱۴۳۴ھ

قیمت ــــــــــ 45:00

ناشر: ☜ مشربہ علم وحکمت (دار الشکر) 0321-4213089

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: ☜ دار الکتب السلفیہ

(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ، لاہور

فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔

فون: 0300-5148847

فہرست

سخن وضاحت	6
ایمان کی ادنی شاخ	8
بضع وسبعون سے مراد	9
شعب سے مراد	9
لا الہ اللہ	10
الاذی کا مفہوم	11
حیا سے مراد	12
اذیت دہ چیز ہٹا دینا صدقہ	12
دوزخ سے نجات کا سبب	13
جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ	13
جنت میں داخلے کا سبب	16
توشہ آخرت	20
☆ اماطۃ الاذیٰ کی عملی صورتیں	232
☆ رستے کو اذیت رساں بنانے پر وعید	25
لعنت کا باعث	25
حقوق العباد میں کوتاہی	27
راستہ ایک اجتماعی ملکیت	29
☆ اذیت کی مختلف صورتیں	29
تعمیر کا سامان	29

مکان کے پرنالے	30
کوڑا کرکٹ	30
کوڑے کو آگ لگانا	31
پارکنگ	32
پانی بہا کر کیچڑ پیدا کرنا	32
رستے میں تھوکنا	33
دکانداروں کا سامان	34
فٹ پاتھ پر دکانیں	34
فٹ پاتھ اور بھکاری حضرات	35
کرتب دکھانے اور ناچنے گانے والے	36
کھلے مین ہول	36
راستے میں بول و براز کرنا	36
راستے یا کھیل کے میدان	38
گلیوں میں ائیر کولر	40
جلتے سگریٹ پھینکنا	40
گلی میں گھریلو کام	40
راستے میں اگ آنے والا درخت	41
بجلی کے کھمبے اور تاریں	42
غیر محتاط ڈرائیونگ	42
تقریبات	42

گلی میں دیگیں پکانا 43
مہندی، مایوں کے جشن 43
جلوس 44
مزار اور عرس 46
گلیوں میں پھوہڑی 46
کتے اور جانور 47
رستوں میں کاغذ 48
اشتہارات اور بینرز 49
گٹروں کا غلط استعمال 50
چلا کر بولنا اور ہارن دینا 50
اونچی آواز میں موسیقی سننا 51
☆ راستوں کا مصرف 51
چند منٹ کی تاخیر پر ناقابل تلافی نقصان 52
راستوں میں عورت اور مرد کا خلط ملط ہونا 54
قطار بنا کر راستہ چلنا 56
بلدیہ کی ذمہ داری 57
عوام کی ذمہ داری 59
حق الطریق 61

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخن وضاحت

(طبع سوم)

اسلامی تہذیب شائستگی اور وقار کی حامل ہے۔ ایک مسلمان شعوری طور پر مسلمان بھی ہو اور پھر وہ کسی خلافِ تہذیب حرکت کا ارتکاب کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ہونا چاہیے۔

دورِ حاضر میں مسلمانوں کی اکثریت مغربی ممالک کی اس حوالے سے بہت تعریف کرتی ہے کہ ان کے ہاں گلیاں، سڑکیں اور دکانیں وغیرہ بہت صاف ہوتی ہیں اور وہ لوگ ایک دوسرے پر کوئی اعتراض اور ایک دوسرے کو روک ٹوک نہیں کرتے۔

ایمان کی افضل شاخ توحید ہے۔ الحمدللہ مسلمانوں میں یہ توحید پائی جاتی ہے۔ کافروں کے ہاں یہ نعمت سرے سے ہے ہی نہیں۔ حیا ایمان ہی کا ایک حصہ ہے لیکن ان یورپی بدبختوں میں اس وقت حیا کی رمق تک بھی نہیں۔ بے حیائی کا عالم یہ ہے کہ کتے اور مینڈکوں کے ساتھ نکاح کیے جا رہے ہیں۔ جب کہ ہم جنسی کو بھی ان کے ہاں قانونی حیثیت حاصل ہے۔ مسلمانوں میں الحمدللہ اس گئے گزرے دور میں بھی حیاداری کے بڑے قیمتی اور نادر نمونے ملتے ہیں۔

گلیاں اور سڑکیں صاف رکھنا ایمان کی ادنیٰ شاخ ہے۔ اگر یہ صفت حیا اور

کافروں میں پائی جائے تو یہ کسی شمار میں ہے ہی نہیں۔ ایسی سڑکیں جن پر کاغذ، مٹی یا تنکے وغیرہ تو نظر نہ آئیں اور وہ چاندی کی طرح چم چم کر رہی ہوں لیکن اس پر چلنے والوں کے جسم برہنہ ہوں جنہوں نے کتوں اور بلیوں کو سینے سے لگا رکھا ہو اور انہیں چوم چاٹ رہے ہوں، جہاں چلنے والوں میں سے تیس فیصد ولد الزنا ہوں، جہاں سے گزرنے والی گاڑیوں میں اجنبی لڑکا اور لڑکی چہلیں کرتے نظر آئیں تو یہ مناظر قابل نفرین ہیں یا قابل تعریف؟

اس کتابچے کو پڑھنے والے یہ محسوس کریں گے کہ اسلام کس طرح معمولی عادتوں اور باتوں میں بھی شائستگی کو ملحوظ رکھنے پر اجر وانعام کی بشارت دیتا ہے۔

المیہ یہ ہے کہ مسلمان اب صرف نام کی حد تک مسلمان ہیں۔ قرآن حکیم اور حدیث کا گہری نظر کیا! سطحی انداز سے بھی مطالعہ نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان دار اور حیادار کردار عطا کرے۔ آمین!

اس کتابچے کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن بہت مختصر تھا لیکن اب اس میں اس قدر اضافے کیے گئے کہ اس کی ضخامت پہلے ایڈیشنوں کی نسبت دوگنا بڑھ گئی ہے۔

امید ہے کہ اس اہم پہلو پر غور کرتے ہوئے ہم اپنے معاشرے میں راستوں سڑکوں، گلیوں کو ویسا رکھنے اور بنانے کی کوشش کریں گے جس کا ہم سے شریعت مطہرہ مطالبہ کرتی ہے۔ ان شاء اللہ

اُمِ عبدِ منیب

صفر ۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان کی ادنیٰ شاخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ.

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

''ایمان کی ستر سے اوپر کئی یا ساٹھ سے کئی زیادہ شاخیں ہیں، جن میں سے افضل شاخ لا الٰہ الا اللہ...... اور اس کی ادنیٰ شاخ رستے سے تکلیف دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے اور حیا ایمان ہی کا ایک شعبہ ہے۔''

(اس حدیث کو بخاری، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے بھی مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے)

مندرجہ بالا حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ توحید، رستے سے اذیت دہ چیز کا ہٹا دینا اور حیا ایمان ہی کی مختلف شاخوں کے نام ہیں۔

علماء نے اس حدیث کی روشنی میں اسلام کے ان تمام خصائل کو جمع کیا ہے جو توحید اور رستے سے اذیت دہ چیز کے ہٹا دینے کے بین بین ہیں۔ نیز انہوں نے قرآن کے احکام اور احادیث ہی کے اسلوبِ بیان کی روشنی میں ان کی اہمیت اور

اجر وثواب کے بارے میں بھی تحریر کیا ہے۔ امام بیہقی کی تصنیف ''شعب الایمان ''...... امام ابوعبیداللہ حلیمی کی '' منہاج ''...... کا موضوع ایمان ہی کی شاخوں سے متعلق ہے۔ آیئے! ہم بھی انہی علماء سے استفادہ کر کے اس حدیث کے مطالب پر غور کریں۔

بضع وسبعون یا بضع وستون ؟

عربی زبان میں بضع ۳ سے ۹ تک اور بعض کے خیال میں ۳ سے ۷ تک کے اعداد کے لیے بولا جاتا ہے۔ ہم اردو ترجمہ کے لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ ستر سے زیادہ اور اُناسی سے کم یا ساٹھ سے زیادہ اور انہتر سے کم۔

احادیث میں لفظ سبعون (۷۰) بھی آیا ہے اور ستون (۶۰) بھی۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ایمان کے شعبوں (شاخوں) کی تعداد صرف انہی اعداد میں مقید نہیں بلکہ یہ صرف کثرتِ تعداد کو بیان کرنے کے لیے محاورۃً استعمال ہوئے ہیں۔

'' حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے مدتوں اس باب میں غور کیا۔ عبادات اور اطاعات کو شمار کیا تو وہ ستر سے اوپر کئی زیادہ تھیں۔'' (مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان)

شعبہ سے مراد ؟

شعبہ کا مطلب شاخ ہے۔ یوں سمجھیے کہ ایمان ایک درخت ہے۔ جس کی بہت زیادہ شاخیں ہیں اور اس کی انہی شاخوں میں افضل شاخ لا الٰہ الا اللہ اور ادنیٰ

شاخ رستے سے اذیت دینے والی چیز کا ہٹا دینا ہے۔ اردو زبان میں بھی کسی ادارے کی انتظامی شاخوں کو شعبہ ہی کہا جاتا ہے۔ جیسے شعبہ تعلقاتِ عامہ، شعبہ امورِ خارجہ وغیرہ۔

لا الٰہ الا اللہ

مندرجہ بالا حدیث میں لا الہ الا اللہ کو ایمان کی افضل شاخ کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی ربوبیت، حاکمیت اور تخلیق کی صفات صرف اسی کو زیبا ہیں۔ لا الہ الا اللہ کو قرآن حکیم میں کلمہ طیبہ کہا گیا ہے اور اسے شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (ابراھیم:۲۴)

''آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ نے کلمہ طیبہ (توحید) کی کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے جیسے وہ ایک پاکیزہ درخت ہو جس کی جڑ (زمین میں) خوب جمی ہوئی ہو اور شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔''

کلمہ طیبہ (توحید) کی جڑیں مومن کے دل میں اس قدر راسخ ہوتی ہیں کہ لاکھ طوفان اور آندھیاں چلیں وہ اپنی جگہ جما رہتا ہے۔ اس کے برگ و بار (اعمالِ صالحہ) سب خیر اور بھلائی کا سرچشمہ ہوتے ہیں۔

لا الہٰ الا اللہ انسان کے تمام اعمال کی بنیاد ہے، ایمان کی افضل شاخ لیکن اس کا فائدہ تبھی ممکن ہے جب عمل صالح کا سرمایہ بھی اپنے دامن میں ہو۔ وھاب بن منبہ سے سوال کیا گیا ''کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں''؟

انہوں نے کہا ''کیوں نہیں لیکن ہر کنجی کے لیے دندانوں کا ہونا ضروری ہے اگر تم اس قسم کی کنجی لاؤ گے جس میں دندانے ہوں گے تو جنت کا دروازہ کھل جائے گا ورنہ نہیں''۔

اس میں افضل اور ادنیٰ شاخ کی بجائے توحید اور اعمالِ صالح کو کنجی اور دندانوں سے تشبیہ دے کر سمجھایا گیا ہے۔ توحید کی کنجی کے دندانوں (اعمالِ صالحہ) ہی میں سے بہ ظاہر بہت معمولی دندانہ یعنی عمل صالح ..... رستے سے اذیت دہ چیز کا ہٹا دینا ہے۔

الاذیٰ کا مفہوم

اذیٰ کو اُردو میں اذیت یا تکلیف کہتے ہیں۔ چاہے یہ تکلیف جسمانی ہو یا روحانی۔ نیز اس کا مطلب عربی میں گندگی بھی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرة: ٢٦٤)

''اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور تکلیف پہنچا کر ضائع مت کرو''۔

اس آیت میں روحانی اور جسمانی تکلیف دونوں مراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حیض کے بارے میں کہا:

هُوَ اَذًى۔ (البقرہ: ۲۲۲) ''یہ ایک گندگی ہے''۔

اس آیت میں گندگی اور تکلیف دونوں کے معنوں میں یہ لفظ آیا ہے۔ کیونکہ طبی لحاظ سے عورت ان دنوں میں صحت کی نسبت بیماری کے زیادہ قریب ہوتی ہے اور اکثر خواتین کو کئی عوارض بھی لاحق ہوتے ہیں۔ گندگی اس لیے کہ عورت کے لیے یہ دن ناپاکی کے ہوتے ہیں اور عباداتِ بدنی ادا کرنا اس حالت میں اس کے لیے ممنوع ہے۔

مندرجہ بالا حدیث میں ''الاذی'' سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو انسان کے جسم یا روح کو تکلیف دینے کا باعث بنیں۔ یا وہ گندگی اور بدبو والی ہوں کیونکہ ان سے بھی انسان کی روح اور جسم کو اذیت ہوتی ہے۔

حیا سے مراد؟

حیا، حیوٰۃ سے ہے۔ اس کا اصطلاحی مطلب نفسِ انسانی میں رکھا گیا ایک ایسا عامل جو اسے برائی اور بے حیائی کے کام سے روکتا ہے۔

رستے سے اذیت دینے والی چیز ہٹا دینے کے بارے میں کئی اور حدیثوں میں بھی تاکید کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

اذیت دہ چیز ہٹا دینا صدقہ ہے

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُمِيطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

''رستے سے اذیت وہ چیز کا ہٹا دینا صدقہ ہے''۔ (بخاری، کتاب المظالم)

دوزخ سے نجات کا سبب

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَيْنَمَا رَجُل يَمْشِىْ بِطَرِيْقٍ وَ جَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَاَخَذَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ. (بخاری، کتاب المظالم)

''ایک بار ایک شخص جا رہا تھا۔ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی دیکھی، اس نے اسے اٹھا کر (دور) پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اسے بخش دیا''۔

جسم کے ہر جوڑ کا صدقہ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْ بَنِىْ آدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَ ثَلَاثِ مِائَةِ مُفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقٍ اَوْ شَوْكَةٍ اَوْعَظْمًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ وَ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْنَهٰى عَنْ مُنْكَرٍ عدد تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ السُّلَامٰى فَاِنَّهٗ يَمْشِىْ يَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ.''

''ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں کے ساتھ پیدا کیا گیا ہے جس نے اللہ کی بڑائی بیان کی اور اس کی حمد کی اور لا الہ الا اللہ کہا اور سبحان اللہ کہا اور استغفر اللہ کہا اور پتھر لوگوں کے راستے سے ہٹا دیا یا کوئی کانٹا یا ہڈی لوگوں کے رستے سے دور کر دی یا اچھی بات کا حکم دیا، برائی سے روکا، ان تین سو ساٹھ جوڑوں کی تعداد کے برابر تو اس روز (قیامت) وہ اس حالت میں چل رہا ہوگا کہ اس نے خود کو دوزخ کی آگ سے دور کر رکھا ہوگا۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ، ح ۲۲۲۹)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ قَالَ تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خُطْوَةٍ يَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ. (صحیح مسلم، ح ۲۳۳۴، کتاب الزکاۃ)

''ہر روز جب آفتاب نکلتا ہے انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا بھی صدقہ ہے اور کسی کی اتنی مدد کر دینا کہ اسے سواری پر سوار کرا دیا یا اس کا مال لدوا دیا یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو نماز کو جانے کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور

تکلیف دہ چیز رستے سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔"

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

فِی الْاِنْسَانِ ثَلَاثٌ مِائَةٍ و ستون مِفْصِلًا فَعَلَیْهِ اَنْ یَتَصَدَّقَ عَنْ کُلِ مفْصِلٍ مِنْه، بِصَدَقَةٍ .

انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے جوڑوں میں سے ہر جوڑ کا صدقہ ادا کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اس کی طاقت کون رکھتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

النخاعةُ فی الْمسجدِ تَدْفِنُها والشئُ تُنَحِّیه عن الطریقِ فان لم تجدْ فرکعتا الضُّحیٰ تُجزئُک .

مسجد میں سے تھوک ختم کرنا، راستے میں سے کوئی تکلیف دہ چیز کو دور کرنا (بھی صدقہ ہے) اگر یہ نہ ملے تو چاشت کی دو رکعتیں تمہارے لیے کافی ہیں۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، رقم: ۵۲۴۲)

سنن ابی داؤد میں ان الفاظ کے ساتھ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یُصْبِحُ علی کُلِّ سُلامی مِنْ ابنِ آدَمَ صدقةٌ تَسْلِیْمُه، علی مَنْ لَقِیَ صدقةٌ وَاَمْرُه، بالمعرُوفِ صدقةٌ ونَهْیُه، عَنِ المنکرِ صدقةٌ وإماطتُه، عنِ الطریقِ صدقةٌ وبُضْعَتُه، اَهْلَه، صدقةٌ.

''ابنِ آدم کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہوتا ہے۔ اپنے ملنے والے سے سلام کرنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے۔ راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کرنا صدقہ ہے اور اپنی بیوی سے مقاربت کرنا صدقہ ہے۔''

صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر کوئی اپنی احتیاج اپنی بیوی سے پوری کرے تو یہ بھی صدقہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا:

اَرَأَیْتَ لَوْ وَضَعَهَا فِیْ غَیْرِ حَقِّهَا اَکَانَ یَأْثَمُ.

''اگر کوئی شخص ایسی جگہ اپنی احتیاج پوری کرے جہاں اس کا حق نہیں تو کیا وہ گنہ گار نہیں ہوگا؟''

یعنی اس کا وہ کام کرنا اور اس جگہ کرنا جس کی اللہ نے جہاں اجازت دی ہے، نیکی ہی ہے چاہے بظاہر اس شخص کی یہ اپنی طبعی ضرورت ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

وَیُجْزِءُ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ رَکْعَتَانِ مِنَ الضُّحٰی

''ہر ایک جوڑ کے بدلے میں دو رکعت نمازِ چاشت کافی ہو جاتی ہے۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۵۲۴۳)

جنت میں داخلے کا سبب

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا نَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الطَّرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ.

(مسلم، کتاب البر والصلۃ ۔ باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق)

''ایک شخص نے راستے میں کانٹوں والی ٹہنی پڑی ہوئی دیکھی، اس نے کہا'' واللہ! میں اسے مسلمانوں کے راستے سے ہٹادوں گا تاکہ انہیں تکلیف نہ پہنچے، اس (عمل) پر وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيْقِ اِمَّا كَانَ فِيْ شَجَرَةٍ فَقَطَعَهٗ وَاَلْقَاهُ وَاِمَّا كَانَ مَوْضُوْعًا فَاَمَاطَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

''ایک آدمی نے کبھی کوئی نیکی کا عمل نہیں کیا تھا، اس نے کانٹے دار ٹہنی راستہ سے ہٹادی وہ یا تو درخت پر لٹک رہی تھی اسے کاٹ کر پھینک دیا یا پھر راستے میں پڑی ہوئی تھی اسے ہٹا دیا۔ اللہ نے اس کی نیکی کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کردیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی اماطۃ الاذی عن الطریق، رقم: ۵۲۴۵)

جو شخص مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹاتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کے اِس عمل کی اتنی زیادہ قدر کرتے ہیں کہ اسے اس پر جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔

ان احادیث سے یہ باتیں معلوم ہوتی ہیں:

☆ رستے سے اذیت والی چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے۔ نیز یہ ہر معاشرے کی معروف نیکی ہے۔

☆ یہ نیکی انسان کے گناہوں کی بخشش کا سبب بھی بن سکتی ہے۔

☆ دن میں اپنے جسم کے جوڑوں کے برابر نیکیاں کرنا چاہییں تاکہ ہر جوڑ کی طرف سے ایک نیکی ادا ہو جائے..............

☆ ان نیکیوں کے لیے اگر وسائل یا ہمت نہ ہو تو انسان کے بس میں یہ چیز تو ہے ہی کہ وہ اللہ اکبر ...... الحمدللہ ...... سبحان اللہ ...... لا الٰہ الا اللہ...... استغفر اللہ...... زبان سے کہہ لے۔

☆ راہ چلتے ہوئے رستے میں سے پتھر، ہڈی، کانٹا وغیرہ ہٹا دے۔

☆ اچھی بات کا حکم دے۔

☆ برائی سے منع کرے۔

☆ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا نیکی ہے۔

☆ کسی کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا نیکی ہے۔

☆ کسی کا مال اس کے جانور پر لدوا دینا نیکی ہے۔

☆ جو قدم نماز کے لیے مسجد کی طرف اٹھتا ہے وہ ایک ایک قدم بھی نیکی کا

درجہ رکھتا ہے۔

☆ اگر مسجد میں تھوک یا کسی قسم کی گندی چیز نظر آئے تو اسے مٹا دینا نیکی ہے۔

☆ چاشت کی دو رکعت نماز جسم کے تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ بن جاتی ہے۔

☆ نیکی چاہے ہلکی ہو یا بھاری، دونوں صورتوں میں وہ ایک مسلمان کے لیے بخشش کا باعث بن سکتی ہے۔

ربِ کریم نے فرمایا:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَّرَهٗ ۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ. (زلزال)

''جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بھی بدی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا''

احادیث میں کئی جگہوں پر کئی قسم کی بہ ظاہر ہلکی اور آسان نیکیاں بتائی گئی ہیں مثلاً:

☆ ''ہر نیک کام صدقہ ہے اور تیرا اپنے بھائی کو مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے بھائی کے برتن میں پانی انڈیل دینا بھی صدقہ ہے''۔

(حدیث حسن صحیح، سنن ترمذی، ابواب البر والصلہ)

☆ گناہ کے کام سے رک جانا بھی صدقہ ہے۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب علی کل مسلم صدقۃ)

☆ کوئی عورت کسی عورت کے ہدیے کو حقیر نہ سمجھے چاہے وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری، کتاب الھبہ ح ۱۰۹۶)

☆ دوزخ کی آگ سے بچو چاہے وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے بدلے میں ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری، کتاب الزکاۃ)

توشہ آخرت

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! ''معلوم نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دنیا سے تشریف لے جائیں اور میں آپ کے بعد رہ جاؤں لہٰذا توشہ آخرت کے لیے مجھے کوئی ایسی چیز بتائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اعْزِلِ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ.

''ایذا رساں چیز مسلمانوں کے راستے سے علیحدہ کر دیا کرو۔''

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ازالۃ الاذی عن الطریق، ح:۱۹۶۰)

معلوم ہوا کہ

☆ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا ایک ایسا عمل ہے جس سے ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ آخرت میں فائدہ پہنچائیں گے یعنی اس پر اجر سے نوازیں گے۔

☆ نیز یہ کہ رسول اللہ کے نزدیک اذیت دہ چیز کو رستے میں سے ہٹا دینا اتنی بڑی اور اہم نیکی ہے کہ اس کی آپ نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کو وصیت بھی فرمائی۔

☆ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کرنے پر اس قدر حریص تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے۔
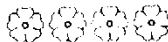
اماطۃ الاذیٰ کی عملی صورتیں

اذیت دینے والی چیزیں بھی مختلف ہیں ان کی اذیت کی کیفیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ بعض چیزیں جسمانی نقصان پہنچاتی ہیں اور بعض نفسیاتی اذیت سے دوچار کرتی ہیں۔ آیئے! ذرا اپنے گردوپیش کا جائزہ لے کر اس نیکی کی عملی صورتوں کو اپنے سامنے لائیں!

❊ کانٹے دار جھاڑی یا کانٹے

❊ ایسا پتھر جس سے آنے جانے والوں کے ٹکرانے کا اندیشہ ہو۔

❊ ہڈیاں، کیونکہ یہ بھی پاؤں میں چبھ سکتی ہیں۔

❊ لوہے، پیتل، تانبے یا پلاسٹک کے ٹکڑے

❊ کیل، سوئی

❊ شیشے کے ٹکڑے

❊ بلیڈ یا کوئی اور تیز دھار چیز

❊ لوہے، تانبے یا سلور کی تاریں ...... یہ پاؤں میں الجھ کر گرا بھی سکتی ہیں اور

چبھنے کا بھی ڈر ہوتا ہے۔

❁ تازہ پھلوں کے چھلکے، ان سے پاؤں پھسل سکتا ہے۔

❁ خشک پھلوں کے چھلکے، جیسے بادام، پستہ وغیرہ کے چھلکے یہ ہڈی کی طرح پاؤں میں چبھ سکتے ہیں۔

❁ پلاسٹک یا چکنے کاغذ کے بنے ہوئے مختلف اشیاء کے پیکٹ۔ یہ نم آلود ہوں تو پاؤں پھسل سکتا ہے۔

❁ شاپر بیگ (پولی تھین کے) ان سے بھی راستہ چلنے والوں کا پاؤں الجھ سکتا ہے۔

❁ دھاگہ، خصوصا، پتنگوں کی ڈور راستوں میں گری ہوتی ہے اس سے بھی پاؤں الجھ جائے تو گر سکتے ہیں۔

❁ عین چوراہے میں مرے ہوئے جانور مثلاً چوہے، کتے، بلیاں، لوگوں کے لئے اذیت کا باعث ہوتے ہیں خصوصا جب اندھیرا ہو اور ان پر پاؤں آ جائے تو خوف سے دل بیٹھنے لگتا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں احتیاط اور نیکی کے حصول اور دوزخ سے نجات پانے کے لیے ان چیزوں کو بآسانی اٹھا کر دور کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ کام بڑے اور بچے دونوں کر سکتے ہیں۔

ان چیزوں کے علاوہ بھی راستہ چلنے والوں کو ذہنی اور جسمانی اذیت دینے والے بہت سے امور ہمیں نظر آتے ہیں لیکن ان کو ہٹانے کا راہ چلتا ہوا شخص کوئی اختیار نہیں رکھتا..........نیز یہ تمام امور ایسے ہیں جنہیں ہم نے بالا رادہ کیا ہوتا ہے اور ان کے کرتے وقت ہمارے ذہن میں دوسروں کی سہولت کی بجائے صرف اپنا مفاد اور اپنی ضرورت ہوتی ہے۔

رستے کو اذیت رساں بنانے پر وعید

یہ یاد رہے کہ جب اذیت دینے والی چیز کا رستے سے ہٹا دینا کارِ خیر ہے جو جان بوجھ کر کسی نے رستے میں نہیں گرائی تو پھر وہ امور جو بالا رادہ انجام دے کر راہ چلنے والوں کی اذیت کا سامان کیا جاتا ہے اس پر مواخذہ بھی یقیناً ہوگا۔

لعنت کا باعث:

حذیفہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اٰذَی الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ طُرُقِهِمْ وَجَبَتْ عَلَیْهِ لَعْنَتُهُمْ.

(طبرانی، حسن مرویات للدکتور ہاشم فیصل الجوابدہ، رقم الحدیث: ۲۴۴)

”جو شخص مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف دے اس پر لعنت واجب ہو گئی“۔

لعنت اللہ تعالیٰ کے انتہائی غضب کو ظاہر کرنے والا لفظ ہے اور سب سے پہلے لعنت کا مستحق شیطان قرار پایا تھا۔ لہٰذا ایک مسلمان یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے اللہ کی لعنت اس پر واجب ہو جائے۔

حقوق العباد میں کوتاہی:

راستے کو تکلیف دہ بنانا ایک ایسا برا فعل ہے جو حقوق العباد میں کوتاہی کا حامل

ہے۔ رستے پر سے گزرنے والے جتنے اشخاص کو تکلیف پہنچے گی ان سب کے حق میں کوتاہی یا ان کو اذیت میں مبتلا کرنے کا وبال اس شخص پر پڑتا رہے گا جو رستے میں کسی تکلیف دینے والے جرم کا مرتکب ہوا ہے۔

اگر بندوں کے حق میں کوتاہی کی جائے تو یہ گناہ تب تک معاف نہیں ہوگا جب تک خود وہ شخص معاف نہ کردے جس کا حق دبایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں قیامت کے دن مفلس وہ ہوگا جو نماز، روزہ، زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بدکاری کی تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال لیا ہوگا اور اس کا خون کیا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا چنانچہ لوگوں کو اس کی نیکیاں مل جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی اور وہ جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم الظلم)

یقیناً ہم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں چاہتا کہ اس کی نیکیاں کسی دوسرے کے پاس چلی جائیں اور وہ روزِ آخرت اپنی ہی نیکیوں کے اجر سے محروم رہ جائے، لہٰذا ہمیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ ہم راستوں کا ناجائز استعمال نہ کریں اور اس میں کوئی ایسی حرکت نہ کریں یا ایسی چیز نہ پھینکیں جو مسلمانوں کے لیے اذیت کا باعث بنے۔

راستہ ایک اجتماعی ملکیت:

راستہ کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں کہ وہ اسے اپنی مرضی سے استعمال کرے بلکہ یہ راستہ چلنے والوں کے لیے کسی گاؤں، شہر یا ملک کی انتظامیہ کی طرف سے وقف کیا جاتا ہے تاکہ ہر کوئی بلا جھجک اور بلا تکلف اس سے گزر کر مطلوبہ جگہ تک پہنچ سکے گویا یہ ایک اجتماعی ضرورت بھی ہے اور معاشرے کی اجتماعی ملکیت بھی۔ جو چیز مختلف افراد کی مشترکہ ہو اس میں اسلام کسی ایک فرد کو ایسے تصرف کا حق نہیں دیتا جو دوسروں کے لیے تکلف اور ناگواری کا باعث بن جائے لیکن یہ کتنی افسوس ناک صورت ہے کہ دور حاضر میں مسلمانوں کی اکثریت اپنی ذاتی ملکیت کے تصرف میں تو دانائی سے کام لیتی ہے مگر اجتماعی وقف یا سرکاری املاک کے معاملے میں یہ پرواہ نہیں کرتی کہ اس کے کسی رویے کی وجہ سے یہ ضائع ہو جائے گی یا دوسروں کو تکلیف پہنچے گی۔ مولانا تقی عثمانی اپنے ایک مضمون ''سڑکوں کا ناجائز استعمال'' میں لکھتے ہیں:

جو چیزیں کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہوتی ہیں ان کے بارے میں تھوڑا بہت احساس لوگوں کو ہو جاتا ہے مگر جو چیزیں ''سرکاری املاک'' کہلاتی ہیں ان کے بارے میں واقعی ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کی مثل صادق آتی ہے۔ ان پر قبضہ کر لینا، ان کو خلاف قانون استعمال کرنا یا بیدردی سے استعمال کرنا ایک عام عادت ہو

گئی ہے جس پر انگلیاں بھی نہیں اٹھتیں حالانکہ سرکاری اشیاء برسرِ اقتدار افراد کی ملکیت نہیں ہوتیں بلکہ پوری قوم کی ملکیت ہوتی ہیں اور ان کا ناجائز استعمال صرف ایک شخص نہیں بلکہ سارے ہی عوام کی حق تلفی ہے۔

(مطبوعہ ہفت روزہ الاعتصام، ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء)

اذیت کی مختلف صورتیں

مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف دینے کی بہت سی صورتیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

تعمیر کا سامان:

❊ اکثر لوگ اپنے گھر کی بیرونی دیوار پر پودے، بیلیں یا درختوں کی شاخیں پھیلا دیتے ہیں۔لوگ جب دیوار کے قریب سے گزرتے ہیں تو یہ شاخیں ان کے منہ، ماتھے، آنکھ، رخسار وغیرہ کے ساتھ رگڑ کھا کر زخمی کر دیتی ہیں۔لہذا مذکورہ حدیث کے پیش نظر بڑھی ہوئی شاخیں کاٹتے رہنا چاہیے۔یاد رہے کہ اگر بیرونی دیوار کے ساتھ اپنی ذاتی جگہ چھوڑ رکھی ہے نیز رستہ کھلا ہے، اپنی جگہ کی اینٹیں یا خاردار تاریں وغیرہ لگا کر حد بندی کر دی گئی ہے تو پھر شاخوں کا باہر کی طرف ہونا اذیت دہ نہیں ہوتا کیوں کہ راستہ چلنے والے اس حد بندی کو چھوڑ کر صرف راستے کے درمیان ہی چلا کرتے ہیں۔

❊ اپنی جگہ سے گلی کی طرف بڑھا کر دیوار بنانا راستے کو تنگ کر کے راہ چلنے والوں

کے لیے اذیت کا باعث بھی ہے اور یہ غصب بھی ہے۔

❊ اکثر لوگ اپنے گھروں کے سامنے سیڑھیاں یا Rump بناتے ہیں جو گلی کے پانچ پانچ فٹ جگہ پر پھیلے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ مکان کی سطح زمین سے زیادہ اونچی رکھتے ہیں تا کہ گلی بننے کے بعد اس کی سطح نیچی نہ ہو لیکن گلی کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے اور ایک وقت میں دو گاڑیوں کا گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

مکان کے پرنالے:

❊ گلی کی طرف رکھے گئے پرنالے ایسے بنوانے چاہئیں کہ ان سے بہنے والا پانی گلی سے گزرنے والوں پر نہ پڑے۔

❊ دھلے ہوئے کپڑے بالکنیوں اور بیرونی دیواروں پر پھیلانے سے پہلے یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ ان سے قطرے ٹپک کر آتے جاتے لوگوں پر تو نہیں پڑیں گے۔

کوڑا کرکٹ:

❊ کوڑا کرکٹ گندگی اور تعفن پھیلاتا ہے، یہ راستہ چلنے والوں اور خود اہلِ محلّہ کے لیے بھی اذیت کا باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے رستوں اور گلیوں میں نہیں پھینکنا چاہیے۔

❊ کوڑا کرکٹ کسی شاپر وغیرہ میں باندھ کر کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے والے کے

حوالے کرنا چاہیے، ورنہ جب ریڑھیاں اور ٹرک یہ کوڑا لادے ہوئے سڑکوں سے گزرتے ہیں تو یہ کوڑا پوری سڑک پر گر گر کر سڑک کو گندا بھی کرتا ہے اور کوڑے کی بدبو سے گزرنے والوں کا دماغ بھی پھٹ جاتا ہے۔ ہم اپنے اپنے گھروں میں تو بہت سلیقہ مند ہوتے ہیں لیکن اپنے شہر، گاؤں یا ملک میں اس قسم کی سلیقہ مندی سے بے پرواہی برتتے ہیں۔

گلی سڑی، سبزیاں، پھل اور خوراک بھی رستوں میں نہیں پھینکنا چاہیے، اس سے بدبو اور جراثیم پھیلتے ہیں۔ نیز یہ اللہ کے رزق کی ناقدری ہے کہ ایسی جگہ پھینکا جائے جہاں انسانوں اور جانوروں کے پاؤں اس کو روندیں۔ اس کا بہتر حل یہ ہے کہ ایسی غذا گڑھا کھود کر اس کے اندر دبا دی جائے۔

☆ کوئی مائع دوا یا چکنائی والی مائع چیز بھی اثنائے راہ نہ پھینکیں۔ اس سے بھی پاؤں پھسل سکتا ہے نیز اس سے کراہت بھی آتی ہے۔

☆ قربانی کے دنوں میں جانوروں کی غلاظت وغیرہ لوگ گلیوں میں پھینک دیتے ہیں، اسے کسی شاپر وغیرہ میں بند کر کے جمعدار کے حوالے کرنا چاہیے۔ بعض لوگ گٹروں میں پھینک دیتے ہیں۔ ان سے گٹر بند ہو جاتے ہیں اور بعد ازاں تمام متعلقہ لوگوں کو تکلیف اٹھانا پڑتی ہے لہٰذا یہ طریقہ بھی درست نہیں۔

کوڑے کو آگ لگانا:

پر آگ لگائیں تاکہ لوگ اس کی زد میں آنے سے محفوظ رہیں، کوڑا جل جانے کے بعد اس پر پانی ڈال کر اسے پوری طرح ٹھنڈا کر دیں تاکہ بچے وغیرہ اگر اسے چھیڑیں بھی تو وہ جلن سے محفوظ رہیں۔

پارکنگ:

❁ گاڑی، سائیکل، موٹر، رکشہ، ریڑھی وغیرہ ہمیشہ ایسی جگہ کھڑی کرنا چاہیے جہاں آنے جانے والوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسری گاڑی یا رکشہ وغیرہ آسانی سے گزر سکے۔ اگر رستہ تنگ ہے، دو گاڑیوں کے گزرنے کی گنجائش نہیں تو ڈرائیور کو کہیں قریب ہی رہنا چاہیے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ اپنی گاڑی کو وہاں سے ہٹا سکے۔

❁ جہاں پارکنگ قانونی طور پر منع ہے وہاں گاڑی کبھی کھڑی نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اس جگہ کا ناجائز استعمال ہے اور شرعاً یہ غصب کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ قانون نافذ کرنے والوں کی نافرمانی بھی ہے اور معروف امور میں حکامِ وقت کی فرماں برداری کرنا شرعی فریضہ ہے۔

پانی بہا کر کیچڑ پیدا کرنا:

❁ بعض خواتین گھروں کے فرش دھوتی ہیں یا انہیں گرمیوں میں ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی بہاتی ہیں۔ یہی پانی اگر گلی کچی ہے تو اس میں جا کر کیچڑ کی شکل اختیار کر

خدشہ ہوتا ہے۔ نیز صاف ستھری گاڑیاں اور سائیکلیں خراب ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا پانی کا ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ وہ گلی میں جانے کے بجائے گٹر کے اندر چلا جائے۔

❁ بعض لوگ اپنی دکانوں اور مکانوں کے سامنے پانی چھڑکنے کو برکت کا باعث سمجھتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کا عقیدہ ہے وہ گنگا اور جمنا کے پانی اور جنہیں میسر نہ ہو وہ عام پانی کو مقدس سمجھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بلا ضرورت پانی بہانا اسراف ہے اور روز قیامت اس کا حساب دینا پڑے گا لہٰذا اسے اچھی طرح سوچ سمجھ کر حقیقی ضرورت پر ہی صرف کرنا چاہیے۔

❁ ڈرائیور حضرات گلی میں گاڑی کو دھوتے ہیں جس سے ایک تو راستہ رک جاتا ہے دوسرے پانی دور دور تک پھیل جاتا ہے، لہٰذا یہ کام بھی کسی ایسی جگہ کرنا چاہیے جہاں راستہ رکنے کا خدشہ نہ ہو۔ لوگ اپنے گھروں کو پانی اور گندگی سے بچانے کے لیے ایسے بہت سے کام گلی میں کرتے ہیں۔

رستے میں تھوکنا:

❁ اگر سڑک پختہ اور صاف ہے تو بائیں طرف کنارے پر تھوکیں تاکہ آنے جانے والوں کو کراہت نہ آئے۔ اگر رستہ کچا ہے تو کسی بھی جگہ تھوک سکتے ہیں کیوں کہ کچی مٹی میں وہ جذب ہو جاتا ہے البتہ بہتر ہے کہ کنارے پر ہی تھوکا جائے۔

دکان داروں کا سامان:

❁ دکان دار اپنا سامان اور سائن بورڈ رستے سے ہٹا کر کھڑا کریں، اچھا بھلا کشادہ رستہ ان کی وجہ سے تنگ ہو جاتا ہے۔ اکثر دکان دار حضرات اپنا نصف سامان دوکان سے باہر والے حصے پر لگا دیتے ہیں یوں راستہ یا سڑک جو ایک مشترکہ قومی ملکیت ہے، دکان داروں کے قبضے میں رہتا ہے۔

❁ دکانوں کے بعض سامان ایسے ہوتے ہیں کہ ان سے اکثر و بیشتر دوسروں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے مثلاً سریہ گلیوں یا سڑکوں پر کوٹ کر توڑا جاتا ہے، بجری دور دور تک بکھری ہوتی ہے، ویلڈر حضرات گلی یا سڑک پر ہی ویلڈنگ کا کام کرتے ہیں جس سے گلی میں شور کا اضافہ بھی ہوتا ہے، چنگاریاں بھی اڑتی ہیں اور رستہ بھی گھر جاتا ہے۔

❁ گلیوں میں گھوم پھر کر سودا سلف بیچنے والوں کو گلی کے ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہونا چاہیے۔

فٹ پاتھ پر دکانیں:

فٹ پاتھ کا مطلب ہے پیدل چلنے والوں کے لیے راستہ۔ یہ راستہ اس لیے ہوتا ہے کہ پیدل چلنے والے اطمینان سے گاڑیوں کی زد سے بچ کر چل سکیں۔ لیکن ہمارے ہاں فٹ پاتھ عملاً عارضی دکانوں کے بازار نظر آتے ہیں۔ کپڑا اچھا کر

گھڑیاں، گوشت، ٹوپیاں، تصویریں، کپڑے، ریڈی میڈ لباس، کتابیں، رسالے، مصالحے، سبزیاں بیچنے والے، دانے بھوننے والے، سائیکلیں ٹھیک کرنے والے، چوڑیاں اور منیاری کا سامان بیچنے والے، ڈرائی فروٹ، پل بھر میں قسمت بدلنے کا دعویٰ کرنے والے نجومی، فال نکالنے والے، موچی، نائی، غرض ہر قسم کے دکان داروں اور پیشہ وروں نے فٹ پاتھوں کو اپنی ملکیت سمجھ کر اس پر قبضہ جما رکھا ہے اور راہگیر پر ہجوم ٹریفک کے بیچوں بیچ چلنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ آئے روز حادثات ہوتے رہتے ہیں جن میں قیمتی جانوں کی ہلاکت کے علاوہ گاڑیوں کے مالکان کا نقصان بھی ہوتا ہے۔

نیز اس ہجوم کی وجہ سے راہگیروں اور ڈرائیوروں کے درمیان ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پولیس والے اس صورتِ حال سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کی جیب سے کچھ نہ کچھ نکلوا کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

فٹ پاتھ اور بھکاری حضرات:

فٹ پاتھوں اور راستوں پر اپاہج لوگوں کو ان کے لواحقین صبح سویرے چھوڑ جاتے ہیں، وہ رات گئے تک راہگیروں سے بھیک مانگ کر سکے جمع کرتے ہیں یوں وہ رستے پر قبضہ کر کے راستہ چلنے والوں کے لیے اذیت کا باعث بنتے ہیں۔ جب کہ شرعاً بھیک مانگنا اور بھیک منگوانا دونوں ہی بدترین گناہ ہیں۔

کرتب دکھانے اور ناچنے گانے والے:

ہمارے ملک میں یہ عام دستور ہے کہ ریچھ، بکرے، کتے اور بندر وغیرہ کے کھیل دکھانے والے یا شعبدہ بازی اور ہاتھ کی صفائی دکھانے والے، نیز گا گا کر مانگنے والوں کی ٹولیاں جس رستے یا گلی میں چاہیں ڈیرہ جما لیتی ہیں، تماش بین مرد اور بچے ان کے گرد گھیرا ڈال لیتے ہیں یوں کچھ وقت تک یہ شغل چلتا ہے، کرتب دکھانے والے تماش بینوں سے خیرات سمیٹ کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس شغل کی وجہ سے بھی راستے اکثر تنگ ہو جاتے ہیں اور راستہ چلنے والوں کے لیے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

کھلے مین ہول:

❁ مین ہول اور گٹروں کے ڈھکن مضبوط بنائے جائیں تاکہ کسی کے ان میں گرنے کا اندیشہ نہ رہے۔ کھلے مین ہول کئی بار بچوں اور بڑوں کی ہلاکت کا سبب بن چکے ہیں۔

❁ راستے میں اگر کسی ضرورت کے تحت گڑھا کھودا جائے تو اسے پاٹ دینا چاہیے تاکہ آنے جانے والے اس میں نہ گریں۔

راستے میں بول و براز کرنا:

اذیت دہ چیزوں میں سے ہی ایک چیز بول و براز ہے۔ یہ نجاست، بدبو اور

بیماریوں کا گھر ہے۔اس کی بدبو کی موجودگی میں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے۔ ہمارے معاشرے میں مردوں اور بچوں کی یہ عادت ہے کہ وہ کسی راستے میں دیواروں کے ساتھ بول و براز کر دیتے ہیں۔ یہ ایک مجبوری ہے لیکن اس کے لیے ایسی جگہ دیکھنی چاہیے جو عام گزرگاہ سے ہٹ کر ہو۔ کچی مٹی میں تو خیر وہ جذب ہو کر کچھ دیر بعد اس کی بدبو زائل ہو جاتی ہے لیکن پختہ رستوں میں اس کی بدبو اور نشانات بتا دیتے ہیں کہ یہاں پیشاب کیا گیا ہے۔ بڑے شہروں میں یہ مجبوری ہے کہ کھلی اور کچی جگہیں مشکل سے ملتی ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ اپنے مزاج کو پیش نظر رکھیں۔گھر سے نکلتے وقت رفع حاجت سے فارغ ہوں۔ایسی چیز گھر سے نکلتے ہوئے نہ کھائیں یا پئیں جس سے پیشاب زیادہ آنے کا امکان ہو۔دوسروں کے گھروں کی دیواروں کے ساتھ پیشاب کرنا راہ چلنے والوں کے علاوہ اس گھر کے مکینوں اور مالکوں کو بھی اذیت دینے کا باعث ہے، نیز اس سے ان کی دیوار خراب ہوتی ہے۔حالانکہ کسی کی دیوار یا دروازے پر پیشاب کرنا تو کجا اشتہار کا کاغذ تک بغیر اجازت چسپاں کرنا درست نہیں۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَ الْبَرَازُفِی الْمَوَارِدِ وَالظِّلِّ وَقَارِعَةِ الطَّرِیْقِ

(ابن ماجہ، کتاب الطہارہ، نہی عن الخلاء علی قارعۃ الطریق: ۲۶۲)

”تین لعنت والے کاموں سے بچو:

① قیام گاہوں پر پاخانہ کرنے سے ② سائے والی جگہ پر پاخانہ کرنے سے
③ گزرگاہوں پر پاخانہ کرنے سے''۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقُوْا اللَّاعِنَيْنِ ، قَالُوْا مَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ، قَالَ الَّذِىْ يَتَخَلّٰى طَرِيْقَ النَّاسِ اَوْفِىْ ظِلِّهِمْ.

(مسلم، کتاب الطہارہ، باب النہی عن التخلی فی الطرق والظلال)

''لعنت والے دو کاموں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا!'' دو لعنت والے کام کون سے ہیں؟'' فرمایا!'' راستہ میں پاخانہ کرنا اور سایہ دار جگہ پر پاخانہ کرنا''۔

راستوں میں بول و براز کے لیے بیٹھنا بے حیائی بھی ہے، کیونکہ اسلام یہ آداب سکھاتا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے ایسی جگہ تلاش کی جائے جو باپردہ ہو۔ نیز نرم زمین ہو تاکہ پیشاب کے چھینٹوں سے جسم اور کپڑے بچے رہیں۔

شہروں میں بڑی شاہراہوں پر بیت الخلاء موجود ہیں جو اسی ضرورت کے تحت بنائے گئے ہیں۔

راستے یا کھیل کے میدان؟

ہمارے ملک میں راستوں کو چھوٹے بچے اور نوجوان کھیل کے میدان کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ مائیں اپنے گھروں کو گندا ہونے یا شور سے بچانے کے لیے بچوں کو گلیوں اور سڑکوں پر بھیج دیتی ہیں ان میں بچوں کی جان کو بھی نقصان پہنچتا

ہے اور رستہ بھی رکتا ہے اور اس شور کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی پریشان ہوتے ہیں۔

❁ پتنگیں اڑانا ہندوانہ کھیل ہے۔ نیز اس میں راہ چلنے والوں کے لیے بہت سے جانی اور جسمانی خطرات ہیں۔ کئی بار اس کی ڈور موٹر سائیکل سواروں کے گلے میں پھر کر انہیں ہلاک کر چکی ہے۔

☆ بعض بچے کچے راستوں میں گڑھے کھود کر کھیلتے ہیں۔ انہیں سمجھائیں کہ راستے کے بجائے وہ یہ کھیل کسی خالی پلاٹ، کھیل کے میدان یا راستے سے ایک طرف ہٹ کر کھیلیں۔

❁ بعض بچے گلیوں اور سڑکوں پر کرکٹ کھیلتے ہیں۔ حکومتی سرپرستی کی وجہ سے بچہ بچہ اس کھیل کا گرویدہ ہے۔ نتیجہ یہ کہ ہر گلی اور سڑک کرکٹ گراؤنڈ کا منظر پیش کرتی ہے۔ اکثر بچے تو یہ بھی نہیں دیکھتے کہ کوئی راستہ چلنے والا پیدل یا سوار آدمی ہے، اس طرح جہاں گزرنے والوں کے لیے راستہ تنگ ہوتا ہے، وہاں گیند لگنے سے آنکھ پھوٹنے، یا سر پھٹنے کسی اور عضو کو چوٹ لگنے کا بھی خدشہ ہوتا ہے، بچے بار بار لوگوں کے دروازے کھٹکھٹا کر گیند لینے آتے ہیں اس طرح ان کی مصروفیات میں حارج ہوتے ہیں۔ گیند لگنے کی وجہ سے کھڑکیوں اور دروازوں کے شیشے بھی اکثر ٹوٹ جاتے ہیں جس کی وجہ سے لڑائی جھگڑا ہوتا اور محلے کی فضا خراب ہوتی ہے۔ یاد

رہے کہ یہ کھیل بنیادی طور پر انگریزی تہذیب کا پروردہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی ایک مسلمان اس کھیل سے دور ہی رہے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔

گلیوں میں ائیر کولر:

❊ بعض لوگ ائیر کولر گلیوں میں لگاتے ہیں ان سے جہاں رستہ تنگ ہوتا ہے وہاں آنے جانے والے اس سے ٹکرا کر زخمی بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ رات کے وقت ایک نوجوان لڑکی کا سر ٹکرایا تو وہ پھٹ کر لہولہان ہو گیا۔ ایسے واقعات اکثر دیکھنے میں آئے ہیں۔

❊ مکان بنانے کا سامان یا کوئی اور سامان عارضی طور پر رکھنا پڑے تو اس طرح رکھیں کہ رستہ بند نہ ہو اور آنے جانے والے آسانی سے گزر سکیں۔

☆ اگر گلی کی نالیاں اوپر سے کھلی ہیں تو اہلِ محلّہ کو ان کی صفائی کا خیال رکھنا چاہیے۔

جلتے سگریٹ پھینکنا:

❊ جلتا ہوا سگریٹ کا ٹکڑا یا ماچس کی تیلی بھی رستے میں مت پھینکیں۔ جب کہ سگریٹ پینا ہی سرے سے حرام ہے اور یہ مختلف مہلک بیماریوں کا باعث ہے۔

گلی میں گھریلو کام:

❊ بعض عورتیں گھروں کے سامنے گلی میں بیٹھ کر سبزی وغیرہ بناتی یا دیگر کام

کرتی ہیں۔ مسلمان عورت کو تو صرف چار دیواری ہی زیب دیتی ہے۔ گلیوں میں عورتوں کا یوں بیٹھنا بے حیائی بھی ہے اور راہ چلنے والوں کے لیے اذیت کا باعث بھی۔

❁ بلا ضرورت راستے میں کھڑے ہو کر باتیں نہیں کرنا چاہیے اگر مجبوراً ایسا کرنا پڑے تو ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہوں تا کہ رستہ چلنے والوں کو تنگی نہ ہو۔

راستے میں اُگ آنے والا درخت:

❁ راستے کے درمیان اگر کوئی درخت یا بیل اُگ آئے تو اسے اکھاڑ دینا چاہئے۔ اگر درخت بڑا اور نفع آور ہے اور اسے رکھنا ہی چاہتے ہیں تو پھر راستے کا رخ تبدیل کر دیا جائے۔

اِنَّ شَجَرَةً كَانَتْ تُؤذِي الْمُسْلِمِينَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَطَعَهَا فَدَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم، کتاب البر والصلۃ باب ازالۃ الاذیٰ عن الطریق المسلمین)

''ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے وہ درخت کاٹ دیا، چنانچہ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔''

ایک اور روایت میں اسی طرح ہے کہ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِي شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيقِ كَانَتْ تُؤذِي النَّاسَ.

''میں نے جنت میں ایک شخص کو مزے اڑاتے دیکھا جس نے راستے سے اس درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا۔''

راستے میں بجلی کے کھمبے اور تاریں:

❁ راستوں کے درمیان بجلی کے کھمبے بھی نہیں ہونے چاہییں اگر ایسا ہو جائے تو متعلقہ محکمہ سے کہہ کر دوسری جگہ نصب کرالیں۔کھمبوں سے ٹکرانے کے خدشے کے علاوہ فنی خرابی کے باعث اس میں کرنٹ بھی آجایا کرتا ہے جس سے جانی نقصان ہو جاتے ہیں۔

❁ بجلی اور ٹیلی فون کی ایسی تاریں جو زیادہ نیچے ہوتی ہیں اور کسی آتے جاتے پیدل یا سوار شخص سے ٹکرا سکتی ہیں۔لہٰذا ان کو بھی اونچا کروالیا جائے تو بہتر ہے۔

غیر محتاط ڈرائیونگ:

❁ غیر محتاط گاڑی چلانا اپنے لیے بھی نقصان دہ ہے اور دوسروں کے لیے بھی تکلیف کا باعث۔

تقریبات:

❁ کسی گھر میں شادی ہو تو تقریباً ایک ہفتہ کے لیے اس گھر کے سامنے کی گلی بند ہو جاتی ہے۔پوری گلی میں جگہ جگہ بڑی بڑی لائٹیں لگا کر راستہ تنگ کرنے کے علاوہ بجلی کا خطرناک جال پھیلا دیا جاتا ہے جو ذرا سی کوتاہی کی وجہ سے ہلاکت کا

باعث بن سکتا ہے۔

گلی میں دیگیں پکانا:

❁ گلیوں میں ہی دیگیں پکانے کا کام کیا جاتا ہے۔ برتن دھو دھو کر گلی ہی میں چارپائیاں بچھا کر رکھے جاتے ہیں۔اس پر مہمانوں کی آمدورفت، کھانے کی نگرانی کرنے والوں کا کرسیاں بچھا کر گلی میں بیٹھنا، شادی کی تقریب دیکھ کر کھلونے اور کھانے کی چیزیں بیچنے والوں کا آ کر جمع ہونا، گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں کھڑی کرنا، غرض پوری گلی شادی والوں کے قبضے میں اس طرح آ جاتی ہے جیسے ان کی ذاتی ملکیت ہو، یوں نکاح جو ایک سادہ سی گھریلو تقریب ہے وہ محلے والوں کے لیے ہی نہیں راہگیروں کے لیے اذیت کا باعث بن جاتی ہے۔

مہندی مایوں کے جشن:

❁ مہندی، مایوں اور بارات وغیرہ کے جلوس بھی رات رات بھر لوگوں کا رستہ روکے گلیوں اور سڑکوں پر جشن مناتے، رقص کرتے اور گاتے بجاتے ہیں۔شرعی لحاظ سے تو یہ ممنوعہ کام ہیں ہی، ان میں بے حیائی، اسراف، ریا اور کافروں کی تقلید جیسے گناہِ کبیرہ بھی شامل ہیں۔ نیز یہ راہگیروں کے لیے بھی اذیت کا باعث ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اجنبی لوگوں کو متبادل رستے کا بھی علم نہیں ہوتا۔اس لیے ان کے لیے اور زیادہ ذہنی اذیت کا باعث بنتے ہیں۔

☆ شادی کی یا کوئی اور تقریب ختم ہوگئی، شامیانے اکھیڑ دیئے گئے، لائٹیں اٹھا دی گئیں لیکن کچرا، ڈبے، خالی بوتلیں، ڈھکن، کاغذ، کھانے پینے کی چیزوں کے ریپر وہیں بکھرے رہ جاتے ہیں۔ بعض لوگ گلی کی صفائی تک نہیں کرواتے۔

جلوس:

❁ سیاسی و احتجاجی جلوس بھی بڑی بڑی شاہراؤں کو گھیر لیتے ہیں۔ نیز اس قسم کے جلوس بھی غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔ ان میں گاڑیوں کے شیشے توڑنا، ٹائر جلانا اور املاک کو نقصان پہنچانا ایک ایسی اذیت اور نقصان ہے جو بے گناہ لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے۔

❁ دور حاضر کی سیاسی اصطلاح میں دھرنا مارنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔

❁ عشرۂ محرم کی رسومات شرعی لحاظ سے الف تا ے غلط اور بے سروپا ہیں نیز ان میں بھی راستے اور سڑکیں بند کر کے راہگیروں کو مسلسل اذیت مین مبتلا کیا جاتا ہے۔

❁ میلاد النبی کے لیے اکثر لوگ راستے روک کر کھڑے ہوتے اور آنے جانے والوں سے زبردستی چندہ وصول کرتے ہیں۔ اس طریقے میں کمینہ پن کے علاوہ راہ چلنے والوں کے لیے اذیت بھی شامل ہے۔

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں اور احادیث میں اس بات کی سخت تاکید کی گئی ہے کہ کوئی بھی شخص کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرے، لیکن ساتھ ہی شریعت نے نماز پڑھنے والے کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ ایسی جگہ نماز پڑھنا شروع نہ کرے جہاں لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہو۔ مثلاً مسجد کا صحن اگر کھلا ہوا ہے تو صحن کے بیچوں بیچ یا اس کے آخری سرے پر نماز کے لیے کھڑا ہو جانا اس صورت میں جائز نہیں جب سامنے لوگوں کے گزرنے کی جگہ ہو اور نماز شروع کرنے کی وجہ سے انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہو۔ لہٰذا یہ حکم دیا گیا ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھو جہاں یا تو سامنے کوئی ستون وغیرہ ہو جس کے پیچھے سے لوگ گزر سکیں یا سامنے نماز ہی کی صفیں ہوں۔ اگر کوئی شخص اس ہدایت کا خیال نہ رکھے اور صحن کے بیچوں بیچ نماز پڑھنے کھڑا ہو جائے تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ ایسی صورت میں کوئی شخص نمازی کے سامنے سے گزرنے پر مجبور ہو جائے تو اس کے گزرنے کا گناہ نماز پڑھنے والے پر ہوگا۔ سامنے سے گزرنے والے پر نہیں۔

غور فرمایئے کہ مسجدیں عموماً بہت بڑی نہیں ہوتیں اور اگر کسی شخص کو چکّر کاٹ کر نکلنا پڑے تو اس کے ایک دو منٹ سے زیادہ خرچ نہیں ہوتے لیکن شریعت نے اس ایک دو منٹ کی تکلیف یا تاخیر کو بھی گوارا نہیں کیا اور نمازی کو تاکید فرمائی ہے کہ

وہ لوگوں کو اس معمولی تکلیف سے بھی بچائے ورنہ گناہ گار وہ خود ہوگا۔ جب شریعت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی شخص ہماری وجہ سے اس معمولی تکلیف میں مبتلا ہو تو سڑک کو بالکل بند کر کے لوگوں کو دور کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

مزار اور عرس:

❁ بہت سے مزار راستوں میں بنائے گئے ہیں جو شرک اور بے حیائی کے گڑھ ہونے کے علاوہ راستے کو تنگ کرنے کا باعث ہیں اور اللہ کے بندوں کو اذیت دینے کا باعث، نیز ان مزاروں پر سالانہ عرس اور ہر جمعرات کو لوگوں کا جم غفیر جمع ہوتا ہے جس کی وجہ سے آس پاس کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ آئے دن کہیں نہ کہیں عرسوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ شرعاً حرام ہونے کے علاوہ رستے کو اذیت ناک بنانے کا بھی باعث بنتا ہے۔

گلیوں میں پھوہڑی:

❁ اگر کوئی فوت ہو جائے تو مرد حضرات گلیوں میں دریاں بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ پڑھتے ہیں۔ مسلسل دس دن تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ چالیسویں اور برسی پر بھی اسی قسم کا اجتماع کیا جاتا ہے، اسلام میں یہ رسومات سرے سے ہیں ہی نہیں۔ آنے والوں کو مناسب الفاظ میں اہلِ خانہ سے تعزیت کر کے چلے جانا چاہیے جو لوگ

جنازے میں شرکت کرنے کے لیے ٹھہرنا چاہتے ہیں انہیں ممکن ہو تو رستے سے ہٹ کر یا کسی گھر کی بیٹھک وغیرہ میں، یا کسی کھلے پلاٹ میں ٹھہرانا چاہیے۔ البتہ کوئی ایسی جگہ نہ ہو تو بامر مجبوری گلی استعمال کی جا سکتی ہے۔ وہ بھی صرف جنازے میں شمولیت کی حد تک، باقی ایام میں مردوں کا پھوڑی بچھانا سنت سے ثابت نہیں ہے۔

کتے اور جانور :

❁ کتوں کو گلیوں اور بازاروں میں کھلے چھوڑ دینا بھی راستہ چلنے والوں کے لیے اذیت کا باعث ہے۔ کتا کسی بھی وقت کاٹ سکتا ہے۔ یہ نجس ہوتا ہے۔ مہلک بیماریوں کے جراثیم پھیلاتا ہے۔ اجنبی لوگوں کو بھونک کر ہراساں کرتا ہے، عورتیں اور بچے خصوصاً اس سے ڈرتے ہیں۔ کھانے کی چیز جدھر دیکھے لپکتا ہے۔ لوگوں کے کپڑے اور اعضاء سونگھتا ہے۔ دروازے کھلے دیکھ کر کسی بھی گھر میں بلا جھجک گھس جاتا ہے۔ بعض اوقات عورتیں اور بچے گھنٹوں کتا دیکھ کر سہمے ہوئے دور کھڑے رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جہاں گھنٹہ اور کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (مسلم، کتاب اللباس والزینہ)

صرف باغ یا کسی بڑے گھر حویلی وغیرہ کی حفاظت یا ریوڑ کی حفاظت یا شکار کے لیے کتا رکھنے کی اجازت ہے۔ شوقیہ یا بغیر ضرورت کے کتے رکھنا درست نہیں۔

ضرورت کے تحت جو لوگ کتا رکھیں ان کو چاہیے کہ اسے دن کو باندھ کر رکھیں تا کہ عورتوں، بچوں، مسافروں اور اہلِ محلّہ کو ذہنی اور جسمانی اذیت نہ پہنچائے۔

لاوارث کتوں کو ختم کر دینا چاہیے تا کہ بیماریوں کی روک تھام ہو سکے۔

گو بھیڑ بکریوں اور گائے بھینس کے ریوڑ بھی کھلے ہوتے ہیں لیکن یہ درندے نہیں چوپائے ہیں اس لیے انسانوں پر کم حملہ کرتے ہیں۔ یہ نجس نہیں بلکہ حلال ہیں۔ ان کا مالک ان کے ساتھ ہوتا ہے، اس کے برعکس کتے کا مالک اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ لوگوں کو اطمینان ہوتا ہے کہ اگر جانور نے کوئی ایسی حرکت کی تو مالک اسے روک لے گا۔ ان جانوروں سے لوگ مانوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ نفع بخش جانور ہیں۔

❁ گائے بھینس، بھیڑ بکری کو رستے میں باندھنا بھی راہ چلنے والوں کے لیے اذیت کا سبب بنتا ہے۔ انہیں گھر کی چار دیواری یا کھلا راستہ ہو تو ایک طرف ہٹ کر باندھنا چاہیے۔ ان کی جگہ کو بار بار صاف کرتے رہنا چاہیے تا کہ گوبر وغیرہ سے بو، مچھر اور گندگی پیدا نہ ہو۔

رستوں میں کاغذ:

❁ کاغذ ایک ایسی نعمت ہے جس پر لکھا جاتا ہے لہٰذا یہ قابلِ احترام ہے۔ اسے راستوں میں تو کیا بلکہ زمین پر بھی نہیں گرانا چاہیے۔ راستوں میں لوگوں کے

پاؤں تلے روندے جانا کاغذ کے احترام کے منافی ہے۔

اشتہارات اور بینرز:

❁ راستوں میں درختوں، کھمبوں اور دیواروں پر بینرز یا کاغذات یا چاکنگ کی صورت مختلف اشتہار لگائے جاتے ہیں۔ان میں مرد وعورت کی ننگی تصاویر، رومانی اور حیا باختہ جملے، عشقیہ مناظر، لایعنی جملوں اور جھوٹے دعووں کی بھرمار ہوتی ہے۔شرعی لحاظ سے یہ سب ممنوعات کے زمرے میں شامل ہے نیز یہ راہ چلنے والوں کے لیے ذہنی اذیت کا سبب بنتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حیاء اور معقولیت کو ہر شخص پسند کرتا ہے اور اسے دیکھ کر کسی کے دل میں بھی بیزاری یا نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ جب کہ بے حیائی اور نامعقولیت سے کسی کو اتفاق نہیں ہوتا ہے۔ اشتہار آویزاں کرنے والوں کو اگر اللہ کا خوف نہیں تو کم از کم وہ انسانی ہمدردی یا سماجی اخلاقیات ہی کے پہلو کو سامنے رکھ کر ایسے اشتہارات سے گریز کریں۔

❁ راستوں کے درمیان لگائے ہوئے بینرز بارش اور آندھی میں ٹوٹ کر کسی انسان پر گرتے ہیں تو اسے چوٹ آتی ہے، کسی کار وغیرہ پر گرتے ہیں تو اس کے شیشے ٹوٹ جاتے ہیں۔

❁ دیواروں پر اشتہار لگانا مالک کی اجازت کے بغیر شرعی طور پر درست نہیں۔اس سے دیواریں خراب ہوتی اور گلیوں اور سڑکوں کا حُسن بھی ماند پڑتا ہے۔

گٹروں کا غلط استعمال:

❁ اگر گٹر بند ہو جائے تو اسے جلد صاف کرا لینا چاہیے ورنہ اس کا پانی باہر پھیل کر آنے جانے والوں کے کپڑوں کو ناپاک کرتا اور کیچڑ، بدبو اور بیماریاں پھیلاتا ہے۔

❁ گٹر میں بلیڈ وغیرہ پھینکنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ورنہ بارشوں کے دوران جب زیادہ پانی آجائے تو گٹروں کا پانی ابل کر باہر آتا ہے تو اپنے ساتھ ایسی چیزیں بھی باہر پھینک دیتا ہے جو آنے جانے والوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

چلّا کر بولنا اور ہارن دینا:

❁ راستوں میں چلّا کر بولنا بھی راہ چلنے والوں کی سمع خراشی کا سبب ہوتا ہے۔ایک مسلمان کا اخلاق تو یہ ہے کہ گھر میں بھی چلّا کر نہ بولے چہ جائے کہ بازاروں اور گلیوں میں یہ حرکت کی جائے۔

❁ گاڑیوں کے زور زور سے ہارن بجانا، مختلف بھدّی اور ناگوار آوازوں کی گھنٹیاں سائیکلوں اور گاڑیوں میں لگا کر بغیر ضرورت انہیں بجاتے ہوئے گزرنا، گاڑیوں میں میوزک لگانا یہ سب شور کرنے اور راستہ چلنے والوں کو اذیت پہنچانے کی ذیل ہی میں آتا ہے۔

❁ صرف یہی نہیں، اڈوں پر، گلیوں میں، سڑکوں پر چیزیں بیچنے والے مائیکروفون کا استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ کسی بے ہنگم موسیقی سے بھی دور دور تک اپنی آمد یا موجودگی کی خبر پہنچانے کا کام لیتے ہیں۔

اونچی آواز میں موسیقی:

اسلام میں موسیقی حرام ہے اور جہاں موسیقی ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (دیکھیے صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ) جب کہ اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ اس سے شور میں اضافہ ہوتا ہے۔

شور کی وجہ سے ماحول میں آلودگی پیدا ہوتی ہے۔ دماغ منتشر ہوتے ہیں۔ غصہ زیادہ آتا ہے۔ جھنجلاہٹ بڑھ جاتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی بھی ہے:

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ.

(سورہ لقمان)

''اور اپنی آواز پست رکھ، بے شک آوازوں میں سے بہت بری آواز گدھے کی ہے۔''

راستوں کا مصرف:

ہر جگہ اور ہر چیز کا ایک مصرف ہوتا ہے۔ راستوں، گلیوں، سڑکوں اور فٹ پاتھوں کا مصرف صرف یہ ہے کہ ان پر سے چلنے والے گزر جائیں۔ نیز دنیا کے ہر

شخص کو یہ حق حاصل ہے۔ یہ راستے اور سڑکیں نہ تو پارک ہیں، نہ کھیل کے میدان، نہ شادی ہال ہیں، نہ سیاسی مظاہروں کے مرکز، نہ بیچنے والوں کے لیے دکان...... لیکن یہ کتنا ظلم اور ناانصافی ہے کہ لوگ زبردستی ان گزرگاہوں سے راستہ چلنے کے علاوہ کوئی اور کام لیں۔

چند منٹ کی تاخیر پر ناقابلِ تلافی نقصان:

جو لوگ اپنی کسی بے جا حرکت کی وجہ سے راستے کو تنگ کرنے یا روکنے کا باعث بنتے ہیں، ان کو صرف اپنا کام نکالنے سے غرض ہوتی ہے۔ وہ یہ احساس نہیں کرتے کہ نامعلوم چند منٹ کی تاخیر ہو جانے سے بھی بعض اوقات انسان کتنے بڑے نقصان سے دوچار ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی نے مقررہ وقت پر ہوائی اڈے یا اسٹیشن پہنچنا ہے جہاز نکل جانے سے تو بعض اوقات لاکھوں کا نقصان ہو جاتا ہے۔ کسی بے روزگار نے وقتِ مقررہ پر انٹرویو دینے جانا ہے۔ کسی نے اپنے دفتر پہنچنا ہے، کسی نے اپنے اسکول اور کالج، کسی کا مریض جاں بلب ہے اسے فوری طبی امداد درکار ہے لیکن چند منٹ تاخیر کی وجہ سے وہ اس دنیا میں پہنچ گیا جہاں سے واپسی کبھی بھی ممکن نہیں۔

بعض اوقات کسی ایک شخص کی تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے پورا کام ہی رکا رہتا ہے مثلاً کسی صاحب نے کوئی خاص میٹنگ ترتیب دے رکھی ہے۔ سب لوگ پہنچ

چکے ہیں جس نے اس میٹنگ کی نظامت کرنا ہے اسے راستہ میں کسی رکاوٹ کی وجہ سے دیر ہوگئی۔ نتیجہ یہ کہ تمام لوگوں کا وقت ضائع ہوا۔ پریشانی الگ ہوئی۔ کسی طالب علم نے کمرۂ امتحان میں پہنچنا ہے لیکن ایک منٹ کی تاخیر اسے کمرۂ امتحان میں جا کر بیٹھنے سے روک دیتی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

(مسلم کتاب الایمان، تفاضیل الاسلام وای امورہ افضل)

اس حدیث کی روشنی میں بھی بحیثیت مسلمان ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم رستہ چلنے والے بہن بھائیوں کو اذیت دینے والے امور سے اجتناب کریں اور اگر ایسی کوئی چیز نظر آجائے تو اسے ہٹا دیں تاکہ ہم اس کو دیکھنے میں بہت چھوٹے لیکن اجر میں بخشش جیسے اہم اجر وثواب کے حامل قرار پائیں۔

اذیت دینے والی چیز کون سی ہے؟ اس کا ایک پیمانہ یہ بھی ہے کہ جو چیز ہمیں راہ چلتے ہوئے ناگوار گزرے یا ہمیں تکلیف دے، یا ہمارے وقت کے ضیاع کا باعث بنے، اسے ہم دوسروں کے لیے بھی انہی اثرات کا حامل سمجھتے ہوئے اس چیز سے باز رہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

''تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک صاحبِ ایمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

راستوں میں عورت مرد کا خلط ملط ہونا:

گھر کی چار دیواری عورتوں کا مرکز ہے انہیں مجبوری کے وقت گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ جب کہ گھر سے باہر کے تمام مراکز، دفتر، سڑکیں، پارک، بازار، فیکٹریاں، دکانیں، وغیرہ مردوں کے کام کرنے کی جگہیں ہیں۔ لہٰذا اسلام نے عورت کو پابند کیا ہے کہ جب وہ گھر سے باہر نکلے تو ایک بڑی چادر لے کر اپنے پورے جسم کو اس میں لپیٹ لے، اپنا زیور، انگوٹھی، بناؤ سنگھار، مہندی، لباس وغیرہ تمام چیزوں کو اس چادر میں چھپا لے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی کرتی ہے تو یہ ہر راہ چلتے مرد کے لیے ہی نہیں اس کی اپنی ہم صنفوں کے لیے بھی بہت بڑے فتنے اور اذیت کا باعث ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو یہ بھی تاکید کی کہ وہ راستے کے بیچ میں نہ چلیں۔ ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد سے باہر تھے۔ راستہ چلتے ہوئے مرد، عورتوں میں مل جل گئے تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا:

اِسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ.

ہٹ جاؤ راستے کے وسط میں چلنا تمہارا حق نہیں تم راستے کے ایک طرف چلا

کرو۔اس کے بعد عورتیں دیواروں کے ساتھ لگ کر چلا کرتی تھیں حتیٰ کے ان کے کپڑے دیوار سے چپک جاتے تھے۔ (ابی داؤد، کتاب الادب، رقم:۵۲۷۲)

یہ احتیاط اس لیے ہے کہ مردوں کے ساتھ عورتوں کے جسم یا نظر کے ٹکراؤ کی نوبت نہ آئے۔دور حاضر میں عورتیں مردوں سے بھی زیادہ گھر سے باہر نکل رہی ہیں، نیز وہ ان جگہوں پر بغیر مجبوری کے جاتی ہیں جو جگہیں اسلام صرف مردوں کے لیے مخصوص قرار دیتا ہے۔نیز وہ مکمل پردہ کرنے کی بجائے باریک، ادھورا اور مختصر لباس پہن کر نکلتی ہیں۔نتیجہ یہ کہ بے راہروی اور حیا باختگی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ رستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے۔اس پر عمل کرتے ہوئے عورتوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مردوں کے لیے اذیت کا سامان نہ بنیں اور مجبوراً گھر سے نکلنا پڑے تو بڑی چادر سے اپنا چہرہ، جسم، لباس، سنگھار اور زیور سب کچھ چھپا کر گھر سے نکلتیں۔

❋ مردوں پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اجنبی عورتوں کو دیکھ کر اپنی نظریں جھکا لیں۔

❋ عورت جب رستے سے گزر رہی ہو تو ایک طرف ہٹ کر اس کے لیے ایسا راستہ چھوڑ دیں جس سے گزرنے میں اس کے مردوں سے ٹکرانے کا اندیشہ نہ ہو۔

❁ راہ چلتی عورتوں کو چھیڑنا، ان پر آوازے کسنا، انہیں دیکھ کر زور سے سیٹیاں بجانا یا ریکارڈنگ کرنا یہ سب شیطانی افعال ہیں اور بدترین جرم بھی۔

❁ مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کو راستوں سے شریفانہ گزرنے کا ماحول مہیا کریں اور ان کے لیے جسمانی اور ذہنی اذیتوں کے سامان پیدا کرنے سے بچیں۔

اسلام میں اس قدر سلامتی اور امن مہیا کرنے والا دین ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عدی اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا کہ ایک عورت ہودے میں بیٹھ کر حیرہ سے چلے گی اور مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کرے گی اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا۔

عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور یہ حالت میں نے واقعی اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ ایک عورت حیرہ سے ہودے میں بیٹھ کر آتی ہے، بیت اللہ کا طواف کرتی ہے اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ (یہ عہد فاروقی کی حالت ہے)

(بخاری، کتاب المناقب: ۳۵۹۵)

قطار بنا کر راستہ چلنا:

اگر کسی راستے سے گزرنے والے آدمی ایک گروہ میں سے ہوں اور انہوں نے ایک ہی منزل کی طرف اکٹھے جانا ہو تو یہ لوگ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر راستے میں چلتے ہیں یا راستے کا بہت سا حصہ گھیر لیتے ہیں۔ جس سے دوسرے راہ چلنے والوں کو اذیت اور تکالیف ہوتی ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایسے لوگ قطار کی صورت میں

چلیں تاکہ راستہ تنگ نہ ہو۔

صف بندی اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ جو انسانوں کو مہذب بنانے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے۔ نماز جیسی اہم اجتماعی عبادت میں صف بندی کو جو اہمیت حاصل ہے اس سے ہر مسلمان واقف ہے۔ صف بندی یا قطار بندی کا یہ اصول صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ جہاں بھی زیادہ افراد جمع ہوں وہاں اپنانا ضروری ہے۔ مثلاً بس یا ٹرین میں سوار ہوتے ہوئے، بل جمع کراتے ہوئے، ہر کام کرنے کے بعد اپنی فیکٹری یا دفاتر یا کالج اسکول سے نکلتے ہوئے، دکانوں سے خریداری کرتے ہوئے، کسی کام کے لیے پرچی بنواتے ہوئے وغیرہ۔

بلدیہ کی ذمہ داری:

راستوں کے صحیح استعمال کے حوالے سے بلدیہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فٹ پاتھوں پر قبضہ کرنے والوں کو جبراً وہاں سے ہٹا دیں۔ دکان داروں کو پابند کریں کہ وہ اپنا سامان دکان کے اندر رکھیں۔ سڑکوں پر جلوس شرعاً درست نہیں لہٰذا اس پر پابندی عائد کی جائے۔ اپاہج اور معذور لوگوں کے لواحقین کو پابند کریں کہ وہ انہیں فٹ پاتھوں پر بٹھا کر ان سے بھیک نہ منگوائیں۔ ان کے لئے ایسے کام اور مصروفیات تلاش کی جائیں جن سے ان کی روزی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے اور ان کا وقت بھی مثبت مصروفیات میں گزرے۔ نشئی لوگوں کو اس عادتِ بد سے چھڑوانے

کے علاوہ فٹ پاتھوں کو بھی ان سے آزاد کروایا جائے۔

سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری ہو تو متبادل آسان راستے کی طرف راہنمائی کی جائے۔ اکثر شہروں میں سبزی منڈی اور بکروں کی منڈی وغیرہ کے لیے کسی مخصوص احاطے کی بجائے سڑکیں ہی منڈی کا کام دے رہی ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے چھکڑوں، ٹرکوں اور سامان کی بہتات سے راستے کئی کئی گھنٹے بند رہتے ہیں۔ لہٰذا منڈیوں کے لیے احاطے مخصوص کیے جائیں۔

عرس، میلے، شادیاں، مُحرّم کے تعزیے، میلاد کا جلوس وغیرہ شرعاً ممنوع ہیں لہٰذا اگر کسی مخصوص مسلک کے لوگ اس پر بضد بھی ہوں تو انہیں ان کے گھروں یا حویلیوں تک محدود کر دیا جائے۔ ایسا کرنے سے پولیس اور حکومت کا پچاس فی صد کام خود بخود کم ہو جائے گا۔

مصنوعات کی تشہیر کو صرف متعلقہ کمپنی کی عمارت، دکان، گاڑی وغیرہ تک محدود رکھا جائے۔ یا پھر ہینڈ بل کو ذریعہِ تشہیر بنایا جائے۔ راستوں اور چوراہوں پر نیز غیر متعلقہ گاڑیوں اور عمارتوں پر چاکنگ، تصویر، بینرز، بورڈز آویزاں کرنے کا ناروا چلن ختم کیا جائے۔

❁ پختہ سڑکوں کی طرح کچے راستوں پر بھی جہاں کوئی گڑھا، کھڈا، نالہ یا کنواں وغیرہ ہو، کوئی ایسی علامت بنا دینا چاہیے جسے دیکھ کر رات کے اندھیرے میں بھی

راستہ چلنے والے خبردار ہوجائیں۔

❁ عام گزرگاہوں اور گلیوں میں بھی روشنی کا انتظام کرنا چاہیے تاکہ راہ چلنے والوں کو سہولت رہے۔

عوام کی ذمہ داری:

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے عوام کا یہ فرض ہے کہ وہ راستوں کو اذیت رساں بنانے والے تمام امور سے اجتناب کریں۔

خود کو اس بات کا پابند کریں کہ کھانے والی کوئی چیز بھی کھا کر اس کے چھلکے یا ناکارہ حصہ، یا کوئی اور بے کار اور ٹوٹی پھوٹی چیز گلیوں اور سڑکوں پر پھینکنے کی بجائے کسی شاپر، تھیلے، کپڑے میں رکھیں اور صرف کوڑے دان ہی میں یہ سب کچھ ڈالیں جو گھروں میں، سڑکوں پر، دفاتر میں، پارکوں میں صرف اسی کام کے لیے رکھے گئے ہیں۔

گھروں میں صفائی کر کے کوڑا گلی میں پھینک دینا شرعی اور اخلاقی جرم ہے۔ اس جرم سے ہمیں آج ہی بیزاری کا اظہار اور ارادہ کر لینا چاہیے۔

ہمارے عوام مغربی ممالک کی اس بات پر تعریف کرتے نہیں تھکتے کہ ان کی سڑکیں اور شہر بہت صاف ہیں کہیں تنکا بھی نظر نہیں آتا۔ تجاوزات نہیں ہیں، کوئی شخص ایسی حرکت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا جس سے راستہ تنگ یا بند ہونے کا امکان ہو۔ ہمارے عوام ان ممالک میں جاتے ہی قانون پسند اور صفائی پسند بن

جاتے ہیں لیکن اپنے ملک میں آتے ہی انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ سر بازار چھلکے پھینک رہے ہیں یا راستے کے درمیان گاڑی کھڑی کر کے خود میزبان کے ہاں جا کر ضیافتِ طبع کے سامان سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور راستہ چلنے والے انہیں کوسنے دے رہے ہوتے ہیں۔ انہیں پیارے نبی ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کی بجائے مغضوب اور گمراہ قوموں کے حکمرانوں کا قانون زیادہ پسند ہے؟

مسلمان پر مسلمان کی خیر خواہی کرنا اور اسے اذیت و تکلیف سے بچانا فرض ہے۔

نیز اجتماعی اور معاشرتی معاملات میں بھی مسلمانوں کی خیر خواہی ملحوظ رکھنا ایک مسلمان کا اوّلین فریضہ ہے۔

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلدِّینُ نَصِیحَةٌ (دین خیر خواہی اور خلوص کا نام ہے) وہ کہتے ہیں، ہم نے عرض کیا ''کس کی''؟

فرمایا: لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ:

''اللہ کی، اس کی کتاب کی اور اس کے رسول ﷺ کی اور مسلمانوں کے پیشواؤں کی اور سب مسلمانوں کی۔'' (مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الدین النصیحہ)

حق الطریق

دنیا کے تمام ادیان میں سے صرف اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے ہر جان دار اور بے جان چیز کا حق مقرر کیا نیز انسانوں کے بھی تمام طبقات کے حقوق کو عدل کی بنیاد پر متعین کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے رستے کا حق اہلِ اسلام پر واجب ٹھہرایا، چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اِيَّاكُمْ وِ الْجُلُوْس بِالطُّرُقَاتِ اِنْ اَبَيْتُمْ فَاعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهٗ.

''رستوں میں بیٹھنے سے بچو''۔

صحابہ نے عرض کیا ''ہم اس بات پر مجبور ہیں'' یعنی یہ ضروری امر ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو''۔

صحابہؓ نے عرض کیا ''راستے کا حق کیا ہے؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

غَضُّ الْبَصرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

''نظر نیچی رکھنا......... ''ایذا نہ دینا'' (یعنی نہ کسی کا مذاق اڑانا، نہ کسی پر

آوازے کسنا، نہ کسی کے راہ چلنے میں کوئی رکاوٹ کھڑی کرنا)........سلام کا جواب دینا......اچھی بات کہنا (یعنی لوگوں کو شرعی احکام اور آداب کے بارے آگاہ کرنا)........برائی سے منع کرنا (یعنی اگر کوئی خلافِ سنت کام نظر آئے یا بے حیائی کا کام دیکھے تو اس سے کرنے والے کو روکنا).(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النھی عن الجلوس فی الطرقات واعطاء الطریق حقہ، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الجلوس فی الطرقات، رقم:۴۸۱۵)

ایک حدیث میں یہ بھی ذکر ہے کہ اِرْشَادُ السبیل یعنی راستے کی راہنمائی کرنا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم:۴۸۱۶)

ایک حدیث میں ذکر ہے:

وتُغِیْثُوا الْمَلْھُوفَ وتھدُوا الضّالَ . (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم:۴۸۱۷)

مظلوم و لاچار کی مدد کرو اور بھولے بھٹکے کو راہ لگاؤ۔

ان احادیث میں جن باتوں کو راستے کا حق قرار دیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ نظر نیچی رکھنا: یعنی نامحرم مردوں کا نامحرم عورتوں سے اپنی نظر بچا کر رکھنا، جب دیکھنے ہی کی ممانعت ہے تو پھر عورتوں کو چھیڑنے ان پر آوازے کسنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆ اذیت دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا۔

☆ جو راہ چلتا ہوا شخص سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دینا۔

☆امر بالمعروف یعنی شرعی احکام وآداب کے بارے لوگوں کو آگاہ کرنا۔

☆نھی عن المنکر یعنی اگر کوئی خلاف سنت کام نظر آئے، کوئی برائی دیکھے، بے حیائی کا کام دیکھے تو کام کرنے والے کو اس سے روکے۔

☆اِرْشَاد السّبیل جو شخص درست راستے سے واقف نہیں اس کو راستے کے بارے درست معلومات مہیا کرنا۔

☆ مظلوم ولاچار کی مدد کرنا۔ یعنی اگر کوئی معذور اور کمزور شخص ہے تو اسے سڑک پار کروانا، اس کا سامان اٹھا کر مطلوبہ جگہ تک جانے میں اس کی مدد کرنا، گاڑی پر سوار کروانا۔ اگر جھگڑا ہو گیا تو صلح کروانا، اگر کسی شخص کا حق مارا گیا ہے تو اس کا حق دلوانے میں اس کی مدد کرنا۔

☆ بھولے بھٹکے کو راہ لگانا۔ اگر کوئی راستہ بھول گیا ہے یا کوئی بچہ اپنے گھر والوں سے بچھڑ گیا ہے تو ہمدردی اور نرمی سے انہیں ان کے ٹھکانے تک یا لواحقین تک پہنچانے کی کوشش کرنا۔

غرض یہ تمام امور راستے کا حق ہیں۔ یعنی اگر کوئی راستے میں کہیں بیٹھا ہوا ہے تو اسے ان تمام امور کو مدّ نظر رکھنا ہوگا ورنہ اسے راستے میں بیٹھنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

اگر وہ ان امور کی رعائت نہیں کرتا تو وہ راستے پر ظلم کر رہا ہے، اس کا حق دبا رہا ہے، روزِ قیامت اس کی بارے میں جواب دہ ہوگا۔

غور کیجیے! کیا دورِ حاضر میں راستے کے یہ حقوق راستوں میں بیٹھنے والے لوگ ادا کر رہے ہیں۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کچھ تیر لے کر مسجد کے اندر سے گزرا اور تیروں کی پیکانیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يأخُذَ بِنُصولها كَيْ لا يَخدِشَ مُسْلِمًا . (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب)

اس کی پیکانیں پکڑ لو تاکہ کسی مسلمان کو چبھ نہ جائیں۔

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ مسلمان کو کوئی بھی کام کرتے ہوئے اور کسی بھی چیز کو اٹھاتے، رکھتے اور راستہ میں لے کر چلتے ہوئے اس بات کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیے اور یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں لاعلمی میں ہی یا غیر ارادی طور پر بھی کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

ضرورت کے لیے چھری، چاقو، تلوار، بندوق، سوئی، قینچی، وغیرہ کو اٹھانا یا استعمال کرنا ہو یا سریے، بجری، لوہے یا لکڑی کے تختے، درختوں کی کٹی ہوئی جھاڑیاں، کوڑے کا ڈھیر، پٹرول، ڈیزل یا کوئی بدبودار کیمیکل وغیرہ غرض کوئی بھی چیز اٹھائی جائے، راستے سے لے کر گزریں تو مسلمانوں کو ان کی تکلیف سے بچانے کا سوچنا واجب ہے۔

﴿وَ مَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن﴾

ہماری مطبوعات

لفظ خدا کا استعمال کیوں نہیں
بسم اللہ دعا دوا شفا
زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
ہجرت کی راہیں قدم بہ قدم منزل بہ منزل
علیم وخبیر کے نام خطوط
خطوط مسعود (حصہ اول)
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادتین...... توحید ورسالت
شہادت گہ الفت میں
مسلمانوں کا فکری اغوا
نصابی صلیبیں
طاؤس ورباب
لواء الجهاد
والفجر
ٹی وی گھر میں کیوں؟
نام اور القاب قرآن وسنت کی روشنی میں
تصویر ایک فتنہ
غیر مسلموں کی کمپنیاں اور ہم
پتنگ بازی موسمی تہوار یا
شب برات
ویلنٹائن ڈے
کرکٹ
اپریل فول

معاشرتی مسائل

بیوہ کی عدت
نسوانی بال اور ان کی آرائش
صنف مخالف کی مشابہت
اشیائے ضرورت کا معیار

منگنی اور منگیتر
غض بصر اور مرد حضرات
رشتے کیوں نہیں ملتے
بری اور بارات
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
دیور اور بہنوئی
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت وفات سے غسل وتکفین تک
مسائل طہارت اور خواتین
ستر وحجاب اور خواتین
سیدہ خدیجہ بحیثیت زوجۃ النبی ﷺ
نکاح کوئز

بچوں کے لئے

ممتا کے بول (لوریاں)
اسوہ رسول اور کمسن بچے (ترمیم شدہ ایڈیشن)
ننھے حارث کا خواب
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبی ﷺ کے ردیف صحابہ (سوار ہونے والے)
رحمۃ اللعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
چوزہ کہانی
تاج پوشی
دو خط
اور شطو گلڑا ہار گیا
تین حروف

مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور